سخنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغِ حق

’’تبلیغ دین ایک انتہائی اہم لیکن مشکل فریضہ ہے یہ نہ پھولوں کی سیج ہے اور نہ ہی حصولِ مال و دولت دنیاوی کا ذریعہ، بلکہ کارِ تبلیغ کی انجام دہی میں نرم بستر کی جگہ زمین بستر اور اینٹ تکیہ ہوتی ہے۔ اس راہ میں ایسے مقامات اکثر آتے رہتے ہیں، جہاں پائے استقامت میں تزلزل پیدا ہونے کا احتمال پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن مبلغ وہی ہے جو متزلزل نہ ہو، اور اگر حکومت بھی اپنی قوتوں کے ساتھ مقابل آجائے تو اس سے مرعوب نہ ہو، اور تبلیغ حق میں اگر مصائب بھی برداشت کرنا پڑیں تو خندہ پیشانی سے ان مصائب کا مقابلہ کرے۔ سوائے خدا کسی سے نہ ڈرے اور اگر خدانخواستہ کہیں پائے استقامت میں تزلزل پیدا ہوجانے کا امکان پیدا ہوجائے تو کردار معصومینؑ کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔

اِس زمانے میں لوگ تبلیغ کے لئے اپنے وطن سے دور اور بہت دور جاتے ہیں۔ اور شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ فعل دوسروں کے لئے تحیّر خیز ہوگا۔ لیکن تاریخ سے واقف حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کی داغ بیل اب سے صدیوں پہلے حضرات معصومین علیہم السلام ڈال چکے تھے اور ان حضرات سے فیوضِ علمی حاصل کرنے والے حضرات مبلغین نے کارِ تبلیغ انجام دینے کے لئے بوقت ضرورت سفر کئے اور بغیر کسی طمع دنیاوی منزلِ مقصود پر پہنچ کر اتمامِ حجت کی۔ اس کے لئے انھیں اگر سیکڑوں یا ہزاروں میل کا سفر بھی کرنا پڑا تو انھوں نے اس سے دریغ نہیں کیا۔

ائمہ معصومین علیہم السلام چونکہ مبلغ حقیقی ہیں اور ان کا یہ فریضہ ہے کہ تبلیغ دین کو تا قیام قیامت جاری رکھیں، لہٰذا ان حضرات نے اپنے متبعین کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ کارِ تبلیغ میں تعطّل پیدا نہ ہو۔ اور پیغمبر اسلامؐ کے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری ہوتی رہے۔ لہٰذا ان مبلغین نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن سے تاریخ کو چار چاند لگ گئے اور آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہوگئے۔ کون ہے جو میثم تمارؒ کی تبلیغ سے واقف نہ ہوگا۔ کون ہے جو ہارون مکی کے طریق تبلیغ کو نہ جانتا ہو، ان حضرات کی تبلیغ اور قربانیاں آنے والی نسلوں کے لئے ایک منارۂ ہدایت قرار پاگئیں۔ میثم تمار کے ہاتھ اور پیر حکومت نے کاٹ ڈالے لیکن زبان سے تبلیغِ حق

رہے۔حتیٰ کہ زبان بھی منقطع کردی گئی۔ہارون مکی کو تبلیغ کے لئے تنور میں کودنا پڑا تو گرم تنور میں بلا دریغ کود گئے۔

دور کیوں جایئے برصغیر ہند و پاک میں شیعوں کے ساتھ جو ناروا سلوک برتا گیا غالباً عراق و عجم کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔کیا فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں لکھی ہوئی تحریریں محو ہو گئیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف دہلی اور میرٹھ کے گردونواح میں بارہ ہزار شیعہ چند دنوں میں شہید کردیئے گئے۔ان کا آزوقہ بند کیا گیا۔انھیں گھر سے بے گھر کیا گیا،ان کے بچے ان کے سامنے تہہ تیغ کئے گئے۔لیکن انھوں نے اہلبیتؑ کی محبت سے منہ نہ موڑا۔جہانگیری دور میں حضرت شہید ثالثؒ کو جس طرح شہید کیا گیا اس کے ذکر سے تاریخ کے اوراق کانپتے ہیں۔لیکن آج جہانگیر کے ماننے والے دنیا میں نہ رہ گئے۔اور شہید ثالثؒ کا مزار مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

تبلیغ حق اہم ہے، یہ سولی اور دار پر خود کو پیش کرنا ہے۔اس منزل میں موت نہیں آتی،موت بلائی جاتی ہے۔موت سے خوف نہیں کھاتے،موت سے دو دو باتیں ہوتی ہیں۔جسے شہید رابع سے سمجھا جاسکتا ہے۔

مجدد الشریعہ محیی الملۃ آیۃ اللہ العظمیٰ سید دلدار علی غفران مآبؒ نے تو اپنی حکمت عملی سے حالات پر قابو پالیا اور ایسی تبلیغ کی جس کی مثال تاریخ ہند میں ملنی ناممکن ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ تبلیغ و تحقیق کا حق ادا کردیا ہے، ہندوستان میں شیعوں کی بحیثیت قوم تشکیل کی، فقہ جعفری کے مطابق شیعوں کو عمل پیرا ہونے پر مجبور کردیا، تاریخ ہند میں باضابطہ بالاعلان شیعوں کی پہلی بار نماز جماعت ۱۳/رجب ۱۲۰۰ھ کو اور پہلی نماز جمعہ ۲۷/رجب ۱۲۰۰ھ کو قصر نواب حسن رضا خاں میں بمقام لکھنؤ پڑھائی اور ہندوستان میں کھلم کھلا پہلا امامیہ حوزہ علمیہ بصورت مدرسہ علم و اجتہاد لکھنؤ میں قائم کیا جہاں آج آپ کا حسینیہ ہے جس کے ہزاروں طلاب زیور علم سے آراستہ ہوکر پورے ہندوستان میں تاروں کی طرح تبلیغ دین ونشر علوم محمدؐ وآل محمدؐ کے لئے بکھر گئے اور اس بات کو بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ آج ہندوستان اور پاکستان میں جو امامیہ نظام یا شیعیت کا ڈھانچہ ہے اس کے مروج و مؤسس حضرت غفران مآبؒ اور ان کی اولاد امجاد ہی ہے۔

خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ بطفیل محمدؐ وآل محمدؐ ہمارے علماء وذاکرین کو مخلص بننے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ علماء جو اس میدان میں مخلص ہیں ان کی جان و مال کی حفاظت فرمائے بالخصوص مراجع عظام کی۔

❁❁❁